# یہود و نصاریٰ کے جزیرۂ عرب میں قیام کی شرعی حیثیت

## شیخ حمود بن عبداللہ بن عقلاء الشعیبیؒ

## کا فتویٰ

(۱۰ ربیع الثانی، ۱۴۲۱ھ)

سوال:

یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے جزیرۂ عرب میں رہنے اور جائیدادوں کی ملکیت حاصل کرنے کے بارے میں شریعت کا حکم کیا ہے؟ کیا اس بات کا خدشہ نہیں کہ انہیں جزیرۂ عرب میں رہنے اور زمینوں کی ملکیت حاصل کرنے کی اجازت دینے سے بالآخر فلسطین کی طرح ان کے مستقل قبضے کی راہ ہموار ہوگی؟ براہِ کرم اس معاملے میں فتویٰ دیجیے۔ جزاک اللہ!

جواب:

الحمدللہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علی ا شرف الانبیاء و المرسلین نبینا محمد و علی آله وصحبه و سلم

امابعد:

اس بات پر تمام علمائے دین اور فقہائے امت کا اتفاق ہے کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کا جزیرۂ عرب میں رہنا جائز نہیں......خواہ وہ مستقل طور پہ رہنا چاہیں یا عارضی طور پہ......اور نہ ہی کسی مسلمان کیلئے انہیں

یہاں قیام کرنے کی اجازت دینا جائز ہے، البتہ بعض علماء ان کو کسی جائز ضرورت کے تحت تین دن قیام کی اجازت دیتے ہیں۔ علمائے دین کا یہ مؤقف صحیح احادیث اور اقوالِ صحابہؓ پر مبنی ہے۔

انہی احادیث میں سے ایک حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی یہ روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی وفات سے پہلے تین باتوں کی وصیت فرمائی، جن میں سے ایک یہ تھی کہ

اَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ

(بخاری: کتاب المغازی، مسلم: کتاب الوصیة)

(مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دو)

ایسی ہی ایک روایت صحیح مسلمؒ میں حضرت ابوزبیرؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہؓ کو فرماتے سنا: مجھے عمرؓ بن الخطاب نے بتایا تھا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمان سنا ہے کہ

لَاُخْرِجَنَّ الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰى مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ حَتّٰى لَا اَدَعَ اِلَّا مُسْلِماً (مسلم: کتاب الجهاد و السیر)

(میں ضرور یہود و نصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے نکال کر رہوں گا یہاں تک کہ سوائے مسلمانوں کے کسی کو یہاں باقی نہ چھوڑوں گا)

امام احمدؒ نے اپنی مسند میں محمد بن اسحاقؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ صالح بن کیسانؒ نے زھریؒ اور انہوں نے عبیداللہؒ بن عبداللہ بن عتبہ سے سنا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا:

كَانَ آخِرُ مَا عَهِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ : لَا يُتْرَكُ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ دِيْنَانِ

(مسند احمد: مسند عائشةؓ)

(نبی اکرم ﷺ نے آخری وصیت یہ فرمائی تھی کہ: جزیرۂ عرب میں دو دین نہ رہنے پائیں)

بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ

ہم لوگ مسجد میں تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا:

**اِنۡطَلِقُوۡا اِلَی یَهُوۡدَ**

(یہود کی طرف چلو)

ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل پڑے، یہاں تک کہ یہود کی عبادت گاہ تک پہنچ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بآوازِ بلند فرمایا:

**یَا مَعۡشَرَ یَهُوۡدَ اَسۡلِمُوۡا تَسۡلَمُوۡا**

(اے یہودیو! اسلام لے آؤ، سلامتی پا جاؤ گے)

یہود بولے: اے ابوالقاسم! تو نے بات پہنچا دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

**ذٰلِکَ اُرِیۡدُ**

(میں یہی چاہتا ہوں)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات دہرائی، یہود نے پھر کہا: اے ابوالقاسم! تو نے بات پہنچا دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات پھر دہرائی اور فرمایا:

**اِعۡلَمُوۡا اَنَّمَا الۡاَرۡضُ لِلّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ ﷺ وَ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ اَنۡ اُجۡلِیَکُمۡ مِنۡ**

هٰـذِهِ الْاَرْضِ فَمَنْ وُجِدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَ اِلَّا فَاعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ ﷺ (مسلم: کتاب الجهاد و السير)

(جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہے اور میں تمہیں اس سرزمین سے نکالنا چاہتا ہوں، پس تم میں سے جسے بھی اپنے مال کے بدلے کچھ (عوض) ملتا ہے وہ اسے بیچ دے اور (یہاں سے نکلنے کی تیاری کرے) ورنہ خوب جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہے)

یہ احادیث اور دیگر بہت سی روایات، جن سب کا ذکر کرنا یہاں ممکن نہیں، اس بات کی قطعی دلیل ہیں کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کیلئے جزیرۂ عرب میں رہنا جائز نہیں ہے۔

ان احادیث کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اپنے متن کی صحت اور روایت کے اعتبار سے کمزوریوں سے پاک ہیں اور اپنے مفہوم میں اتنی واضح ہیں کہ کسی من مانی تاویل کی گنجائش باقی نہیں بچتی اور نہ ہی ان کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔ یہ احادیث صحیحین میں موجود ہیں اور ان میں سے بعض مسند احمد اور سنن میں منقول ہیں۔

اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ بخاریؒ و مسلمؒ کی متفق علیہ حدیث سے قطعی علم حاصل ہوتا ہے، کیونکہ ان دونوں کتابوں کے اعلیٰ معیار کو پوری امت نے بحیثیتِ مجموعی تسلیم کیا ہے، لہٰذا صحیحین کی متفق علیہ روایت پر اعتراضات کی گنجائش نہیں۔ اسی طرح اصولِ فقہ کے ماہر اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ جو الفاظ اپنے معنی و مفہوم کے اعتبار سے بالکل واضح ہوں ان کی کوئی اور تاویل کرنا درست نہیں۔ تاویل کی ضرورت تو وہاں پیش آتی ہے جہاں ایک بات سے دو معنی نکل رہے ہوں؛ ایسے میں کسی ایک معنی کو ترجیح دینا ہی تاویل کہلاتا ہے۔ لہٰذا مذکورہ احادیث میں واضح اور صریح مفہوم کو چھوڑ کر الفاظ کو کوئی اور معنی پہنانا درست نہ ہوگا۔ نیز چونکہ یہ فرمان نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے ان کی آخری وصیت تھی، جیسا کہ حضرت عائشہؓ کی

روایت سے واضح ہے، لہٰذا ان احکامات کے منسوخ ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

یہ تو آپ کے اس سوال کا مختصر جواب ہے۔ جو صاحب اس مسئلے کو تفصیلاً جاننا چاہیں وہ میری کتاب "القول المختار فی حکم الاستعانة بالکفار" کا مطالعہ کر لیں۔

جہاں تک جزیرۂ عرب میں غیر منقولہ جائیدادوں کا مالک بننے کا تعلق ہے...... اگر یہود و نصاریٰ اور مشرکین کیلئے یہ دروازہ کھول دیا جائے تو اس پر کئی دینی، معاشرتی اور اقتصادی مسائل مترتب ہوں گے۔ مثلاً:

۱۔ ان تمام احادیث کی مخالفت ہوگی جو مشرکین کے جزیرۂ عرب میں قیام کو ممنوع قرار دیتی ہیں، کیونکہ زمینوں اور عمارتوں کا مالک بننا دراصل یہاں مستقل قیام کی بنیاد ہے۔

۲۔ اس بات کا قوی امکان ہے کہ اگر وہ اپنی ذاتی زمینوں اور مکانوں میں رہنے لگیں تو جلد ہی مسلمانوں کی گردنوں پر سوار ہو کر اپنا تسلط اور برتری جمانے کی کوشش کریں گے اور انہیں تکلیف وایذا پہنچانے کا باعث بنیں گے۔

۳۔ بعض یہود و نصاریٰ کا جزیرۂ عرب کے کچھ علاقوں سے تاریخی تعلق ہے، مثلاً خیبر، فدک، مدینہ منورہ، تیماء، نجران اور یمن کے کچھ علاقے۔ چنانچہ اس بات کا خطرہ ہے کہ اگر وہ ان علاقوں میں زمین کی ملکیت حاصل کر لیں تو نتیجہ فلسطین کے یہودی آبادکاری کے منصوبوں سے کچھ مختلف نہ ہوگا اور یہ مقدس سر زمین مستقل طور پر ان کے قبضے میں چلی جائے گی۔

۴۔ اگر یہ لوگ سرزمینِ عرب میں جائیدادوں کے مالک بن گئے تو ان کا اگلا مطالبہ یہ ہوگا کہ ہمیں اپنی معاشرت اور طرزِ زندگی کے مطابق رہنے کی سہولیات فراہم کی جائیں، یعنی تھیٹر، کلبوں اور سینما جیسی ممنوع اور حرام تفریحات کا بندوبست کیا جائے۔ یہ سب کچھ ان کے مغربی طرزِ حیات کا حصہ ہے، مگر ہماری دینی اقدار سے صریحاً متصادم ہے۔ اسی طرح ان کی تجارت، ان کی کمپنیاں، ان کے دیگر اقتصادی معاملات سود کی بنیاد پر چلیں گے، جس کی کوئی گنجائش شریعتِ اسلامی میں موجود نہیں۔ یہ تمام غیر ملکی کمپنیاں اپنی سیاسی پالیسیوں اور اپنے اصول و قوانین کی روشنی میں کام کریں گی نہ کہ شرعی اصول و قوانین کے مطابق، لہٰذا یہ مطالبہ بھی جلد ہی

ہو گا کہ ہمیں شرعی احکامات سے مستثنیٰ رکھا جائے۔اس سب کا نتیجہ نظام کی بربادی، دین کی بے حرمتی، اور فساد پھیلنے کے سوا اور کچھ نہ ہو گا۔

۵۔اگر ان کفار کو جزیرۂ عرب میں حقِ ملکیت دے دیا جائے اور ان کی تجارتی کمپنیوں کو بلا روک ٹوک کام کرنے دیا جائے تو جرائم، خصوصا منظّم جرائم، میں اضافہ ہو گا۔مثلاً: منشیات کا کاروبار جڑیں پکڑے گا، بدامنی اور بغاوت وغیرہ پھیلے گی۔

یہ ہے آپ کے سوال کے دوسرے جز کا جواب۔

ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ وہ اپنے دین کی مدد کرے اور اپنا کلمہ بلند کرے! (آمین!) یقیناً وہ ہر شے پر قادر ہے۔

**وصلى الله على نبينا محمد و على آله وصحبه وسلم**